جناب مولانا محمد ولی رازی صاحب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک داماد

مکہ مکرمہ میں ابھی اسلام کا سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ ہر طرف جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، لیکن اس اندھیرے میں قریش کی شاخ بنی عبد شمس کے کچھ لوگ خاندانی عزوشرف، مروت وخودداری اور دیانت وصداقت کی وجہ سے ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی اسی قبیلے کے چشم وچراغ تھے۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان سے بیٹے کی طرح پیار کرتی تھیں اور خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوالعاص کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔

بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جوانی میں قدم رکھا تو وہ حسب نسب کے لحاظ سے شریف ترین، والدین کے لحاظ سے معزز ترین اور ذاتی اخلاق وکردار کی وجہ سے پاکیزہ ترین بیٹی تھیں۔ قریش کے سرداروں کے بیٹے ان کے ساتھ شادی کے خواب دیکھنے لگے۔ لیکن ابوالعاص کی شخصیت پرکشش ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی خوبیوں سے آراستہ تھی۔ پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چہیتے بیٹوں کی طرح تھے، اس لئے یہ سعادت ان ہی کے حصے میں لکھی گئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح ہوگیا۔ اس وقت تک مؤمن عورتوں کے ساتھ مشرکین کے نکاح کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور یہ ایک مثالی جوڑے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ابھی اس شادی کو چند ہی سال گذرے تھے کہ مکہ مکرمہ کی وادیاں اسلام کی روشنی سے جگمگا اٹھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ "اپنے قریبی رشتہ داروں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤ"۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں، لیکن

ابوالعاص رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت اور مخلصانہ تعلق کے باوجود ان کے دین کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوئے۔

قریش کی عداوت

ادھر جب قریش مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت بڑھتی دیکھی تو وہ سب جمع ہوئے اور انہوں نے طے کیا کہ اس نئے نبی کی لڑکیاں قریش کے لڑکوں کے نکاح میں ہیں۔ ان کی وجہ سے ہماری مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ ان کو طلاق دلوا کر ان کے گھر بھیج دو تو ان کی توجہ اپنی لڑکیوں کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا اور وہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا تم اپنی بیوی کو چھوڑ دو۔ ہم قریش کی بہترین عورتوں میں سے کسی سے تمہاری شادی کرا دیں گے۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ان کی اس پیشکش کو سختی سے ٹھکرا دیا اور کہا میں اپنی بیوی کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ کسی دوسری عورت کو قبول کروں گا۔ ان سے مایوس ہو کر وہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے شوہروں کے پاس گئے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا، جبکہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے نکاح ہوا تھا۔ مگر دونوں کی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ابولہب کے خلاف بددعا پر مشتمل جب قرآن کریم کی سورۃ اللھب نازل ہوئی تو اس نے طیش میں آ کر اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ رقیہ اور ام کلثوم کو طلاق دیں اور انہوں نے باپ کے حکم پر ایسا ہی کیا۔ جبکہ عتیبہ نے گستاخی کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہن شریف کو پھاڑ ڈالا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اس گستاخی اور بے ادبی سے انتہائی صدمہ گذرا اور جوش غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے کہ یاالٰہی! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔ اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ملک شام کے راستے میں یہ قافلہ کے بیچ میں سویا ہوا تھا اور ابولہب قافلہ والوں کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا، مگر اچانک ایک شیر آیا اور عتیبہ کے سر کو چبا گیا اور وہ مر گیا۔ بعد میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ سنہ ۳ھ میں وفات پا گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حالات کی کروٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا تو قریش بدر کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے نکلے۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو بھی مجبور کیا کہ وہ ان کا ساتھ دیں۔ وہ اس جنگ میں شرکت کرنا نہیں چاہتے تھے، کیونکہ ان کو مسلمانوں کی مخالفت یا حمایت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ شکار کے شوقین تھے اور جنگ سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے، لیکن اپنی قوم میں ان کا جو بلند مرتبہ تھا، اس کی وجہ سے ان کو مجبور کیا گیا اور وہ بدر میں مسلمانوں کے خلاف شریک ہوئے۔

غزوۂ بدر میں قریش کو عبرتناک اور شرمناک شکست ہوئی۔ اس میں جو قریش کے لوگ قید ہو کر مدینہ لائے گئے، ان میں ابوالعاص بھی تھے۔ قیدیوں کی رہائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ عائد کیا۔ فدیہ کی رقم قیدی کے مرتبے کے مطابق ایک ہزار سے چار ہزار درہم تک مقرر کی گئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے وہ ہار بھیجا، جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کی رخصتی پر ان کو دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو رفیقۂ حیات کی یاد اور اپنی لختِ جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی مجبوریوں کے احساس سے رنج وملال کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نمایاں ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"زینب رضی اللہ عنہا نے یہ مال ابوالعاص کے فدیے کے واسطے بھیجا ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا مال اس کو واپس کر دو۔"

عاشقانِ رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج وملال کو کیسے برداشت کر سکتے تھے، انہوں نے ابوالعاص کو فدیہ لئے بغیر رہا کر دیا، البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوپر یہ شرط عائد کر دی کہ وہ حضرت زینب کو بلا تاخیر مدینہ بھیج دیں گے۔

چنانچہ ابوالعاص مکہ پہنچے اور اپنے وعدے کی تکمیل میں لگ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کو مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر ٹھہر کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ساتھ لانے کا حکم دیا۔ وہ لوگ وہاں منتظر تھے۔ ابوالعاص نے اپنی بیوی کو سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ زادِ سفر اور سواری کا انتظام کر کے اپنے بھائی عمرو بن ربیع کو ہدایت کی کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ جائیں اور ان کے والد کے لوگوں کو

بحفاظت سپرد کر کے آئیں۔

عمرو بن ربیع نے ترکش اور کمان کو کندھے پر ڈالا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے محمل میں بٹھایا اور ان کو لے کر دن دہاڑے قریش کی آنکھوں کے سامنے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ اس پر لوگوں میں ہلچل پڑ گئی۔ وہ ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے اور تھوڑی ہی دور جا کر ان کو پکڑ لیا۔ عمرو بن ربیع جو ماہر تیرانداز تھا، اس نے کہا: "خدا کی قسم! جو بھی زینب کی طرف جانے کی کوشش کرے گا، اس کے سینے میں تیر اتار دوں گا۔" اس وقت ابوسفیان بھی موقع پر آ گیا تھا۔ اس نے کہا: "بھتیجے! ٹھہرو، تیر نہ چلانا، میری ایک بات سن لو۔" ابوسفیان نے کہا: "عمرو! تم اگر اس طرح سب کے سامنے زینب رضی اللہ عنہا کو لے جاؤ گے تو عرب کے لوگ جنگ بدر میں شرمناک شکست کا زخم کھائے ہوئے ہیں۔ اس وقت ان کو لے جانے پر عرب قبائل ہمیں بزدلی، کمزوری اور بے حسی کا طعنہ دیں گے۔ میری مانو! اس وقت زینب رضی اللہ عنہا کو واپس مکہ لے جاؤ اور چند روز ابوالعاص کے پاس رکھو، پھر جب لوگ اس بات پر فخر کر چکیں کہ "ہم نے اس کو واپس لوٹا دیا" تو تم چپکے سے اس کو اس کے باپ کے پاس لوٹا دینا، کیونکہ ہمیں اس کے روکنے سے کوئی دلچسپی نہیں"۔

ابوالعاص کا قبول اسلام

چنانچہ چند دنوں کے بعد ابوالعاص نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں کے سپرد کر دیا اور وہ مدینہ آ گئیں۔ بیوی سے جدائی کے بعد ابوالعاص مکہ مکرمہ میں کچھ عرصہ رہے۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے کچھ عرصے پہلے وہ ایک تجارتی سفر میں شام گئے۔ واپسی میں وہ اپنے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس قافلے میں سامان تجارت سے لدے ہوئے ایک سو اونٹ اور ایک سو ستر سے زیادہ آدمی تھے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب سے گزرے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فوجی دستے نے حملہ کر کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن ابوالعاص ان کے ہاتھ سے بچ نکلے۔

قدرت نے ابوالعاص کی قسمت میں کچھ اور ہی لکھا تھا۔ وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ رات ہو گئی۔ اندھیروں نے روشنی نگل لی۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی، لیکن ابوالعاص کے قلب کی دنیا کو روشنیوں نے منور کر دیا تھا۔ وہ اس تاریکی میں راستہ تلاش کرتے ہوئے آخر اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے اور ان کی پناہ طلب کر لی۔ صبح کو فجر کی اذان ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے مصلیٰ تشریف لائے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز کی نیت باندھ لی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس لمحے کے انتظار میں تھیں۔عورتوں کی صف سے ایک آواز بلند ہوئی: "لوگو! میں زینب بنت محمد ہوں۔ میں نے ابوالعاص ابن ربیع کو پناہ دی ہے، لہٰذا سب لوگ بھی ان کو پناہ دیں۔"

نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "لوگو! کچھ میں نے سنا ہے کیا تم نے بھی سنا؟" سب نے تصدیق کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! مجھے پہلے سے کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ مسلمانوں کا ادنیٰ فرد بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔" پھر گھر تشریف لائے اور صاحب زادی سے فرمایا: ابوالعاص کا اچھی طرح خیال رکھنا، لیکن یہ جان لو۔ "تم اس پر حلال نہیں ہو"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فوجی دستے کو بلا کر فرمایا کہ ہمارے نزدیک ابوالعاص کا جو مقام ہے، وہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ اگر تم احسان کرو اور اس کا مال اس کو واپس کردو تو یہ پسندیدہ بات ہے۔ ورنہ بہتر مال وہ خدا کا مال ہے۔ تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوشی سے مال واپس کرنے کا وعدہ کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ابوالعاص سے کہا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ مسلمان ہو کر یہیں رہ جائیں اور اس مال سے فائدہ اٹھائیں۔ ابوالعاص نے کہا۔ یہ تو بہت بُرا ہوگا کہ میں اپنے نئے دین کی ابتدا غداری اور بے وفائی سے کروں۔ اس کے بعد ابوالعاص سارا مال مکہ لے گئے اور قریش سے کہا: لوگو! کیا کسی کا کچھ مال میرے ذمے رہ گیا ہے، جو اسے نہیں ملا؟ سب نے کہا۔ خدا آپ کو بہترین جزا دے۔ آپ کو ہم نے ہمیشہ حق ادا کرنے والا پایا۔

ابوالعاص نے کہا: اچھا اب سن لو، میں گواہی دیتا ہوں کہ "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے اوپر اپنا مال کھا جانے کا الزام لگاؤ گے تو میں مدینہ ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو گیا ہوتا۔ اب تم لوگوں کے حقوق ادا کر چکا ہوں۔ اس لئے اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلے نکاح کو باقی رکھا اور ان کی بیوی ان کو لوٹا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے: "ابوالعاص نے مجھ سے بات کی تو سچ بولے اور وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔" خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

